THE SCHOLAR
ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
ISSN: 2413-7480 (Print)
ISSN: 2617-4308 (Online)
DOI: 10.29370/siarj
Journal home page: https://siarj.com

سورۃ یوسف کی روشنی میں انسانی زندگی کی معاشی قدر و قیمت

ECONOMIC VALUE OF HUMAN LIFE IN THE LIGHT OF SURAH YOUSUF

1- Zain-ul-Abdin Arijo
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University, Khairpur Mir's
Email: sarajavaid4psychology@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0007-0203-1192

2- Kousar Parveen
M.Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University, Khairpur
Email: zia.rehman@iub.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0008-4555-5954

To cite this article:
Arijo, Zain-ul- Abdin, and Kousar Parveen. "URDU-ECONOMIC VALUE OF HUMAN LIFE IN THE LIGHT OF SURAH YOUSUF." The Scholar Islamic Academic Research Journal 10, No. 1 (June 12, 2024).
To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 10, No. 1 ||January –June 2024 || P. 55- 70
DOI:	10.29370/siarj/issue18urduar4
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	https://siarj.com
Published online:	2024-06-12
Journal is Indexed by:	DOAJ |AIL| Almanhal |National Library of Australia |Academia, |DRJI |WorldCat |SCILIT |Gale| The Internet Archive|10-A Digital Library||Harvard Library E-Journals|-Library | University of Ottawa| ScienceGate| NAVER Academic, Asian Digital Library| Tehqeeqat, |SEMANTIC SCHOLAR | Publon| Repository |Globethics| EuroPub database| Cornell University Library | Advanced Sciences Index.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 10, No. 1 || January-June 2024|| P. 55-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

سورۃ یوسف کی روشنی میں انسانی زندگی کی معاشی قدر و قیمت

ECONOMIC VALUE OF HUMAN LIFE IN THE LIGHT OF SURAH YOUSUF

Zain-ul-Abdin Arijo, Kousar Parveen

ABSTRACT:

Prophet Yusuf is one of the most remarkable Prophet's stories that are narrated in the Quran, particularly in Surah Yusuf. It commences with disjointed letters Muqattaʿat. These letters represent the name in attribute of Allah, where Alif is for Allah, Lam is for Latif the Subtle and Ra is for Rahman the Merciful. The actual meanings of these letters can only be understood by the Prophet Muhammad and stated saints of Allah. Surah Yusuf also called “Ahsan al-Qasas”, is the only ink of the Qur’an that tells the whole story of Joseph in a single chapter. It describes God’s bounteous favors to His worthy Servants and exemplifies the chastity and greatness of Prophet Joseph blessed with incomprehensible beauty by God. From surah’s more to its spiritual depth, it covers Islamic politics and economics in its very broadest sense practicing social justice and moral values. The telling makes it categorical that success is determined by knowledge, effort and action rather than Religion. Islamic states are enjoined to maintain justice and promote morality and illustrates that qualitative transformation does not lie only in religion but rather in the regulation of religion, wisdom and societal politics.

KEYWORDS: Surah Yusuf, Islamic principles, Economic principles, Muqatta’at, Ahsan al Qasas, Moral Values, State of Madina, Implementation of Sharia, Social norms and justice system

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 10, No. 1 || January-June 2024|| P. 55-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

مقدمہ:

انسانی زندگی میں معاش کی قدر وقیمت اتنی اہم ہے کہ یہ انسانی زندگی کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے۔انسان کے پیدا ہونے سے لیکر اس کی وفات تک، معاش کا پہلو اس کے ارد گرد گھومتا رہتا ہے۔اس لیے اس عنوان پر سورۂ یوسف کی روشنی میں ہم اس بات کا جائزہ لین لیں گے کہ انسانی زندگی میں معاش کی کتنی قدر وقیمت ہے۔اس لیے سب سے پہلے ہم سورۂ یوسف کے متعلق کچھ باتیں درج کرتے ہیں۔

سورۃ یوسف کا تعارف:

اس سورۃ مبارکہ میں پیکرِ حسن وجمال، مجسمہ صبر وثبات اور عفو ودر گزر کے عظیم علمبر دار حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے سیر واحوال تفصیل و تشریح کے ساتھ مذکور ہیں۔اس لیے اس کا نام یوسف رکھ دیا گیا۔اس سورت میں باپ کی محبت، بھائیوں کا سوتیلا پن، سگے بھائیوں کا آپس کا پیار، گمراہ انسانوں کی ظالمانہ فطرت، ان کی سازشیں اور چالیں، آزاد خیال اور اُونچے طبقے کی خواتین کی علیحدہ معاشرتی اقدار اور ان کا اخلاقی دیوالیہ پن، اس طبقے کے مردوں کے دہرے کردار اور پھر انسانی شرمندگیاں وندامتیں، معافیاں، جدائیاں، ملاپ اور انسانی فطرت کے مختلف پہلوئوں پر ہر زاویے سے خوب روشنی ڈالی گئی ہے۔انسانی جذبۂ جنس اور اس کی حدود کو بھی بیان کیا گیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ قصہ اسلامی ادب کی ایک عمدہ مثال ہے۔اس کا انداز فنی ہے۔اس میں حیرت کا اظہار (creation of suspense) بھی پایا جاتا ہے اور انسانی فطرت کی عکاسی بھی موجود ہے۔غرض یہ اسلامی ادب کی حدود تحفظات واقعیت، صداقت اور صحت مند مواد کا ایک عظیم سرمایہ ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو احسن القصص کا نام دیا ہے۔
یہ قرآن کی واحد سورت ہے، جس کا اسلوب مفصل قصصی ہے اور اس میں سیدنا یوسف علیہ السلام کے حالاتِ زندگی، قصصی انداز واسلوب میں بیان کیے گئے ہیں۔جس قدر تفصیل سے سیدنا یوسف علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا گیا ہے، قرآن مجید میں کسی اور نبی کا قصہ اس قدر تفصیل کے ساتھ نہیں ذکر کیا گیا۔اس کے علاوہ اور کسی سورۃ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا مفصل تذکرہ نہیں ہے۔بلکہ سورۃ الانعام کی آیت نمبر 84 اور سورۃ مومن کی آیت نمبر 34 کے علاوہ

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 10, No. 1 || January-June 2024|| P. 55-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

کسی سورت میں آپ کااسم مبارک بھی مذکور نہیں۔نضر بن حارث جو رستم واسفندیار کے قصوں سے فتنہ پردازی کرتا تھا،اس کااس عبرت آموزاورپندونصائح سے لبریز قصہ کی بدولت صحیح تریاق اور توڑ کردیاگیاہے۔[1]

اس سورت کاصرف یہی ایک نام ہے۔یہ سورت مکی ہے،جو سورۃ ہود کے بعد اور سورۃ الحجر سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ اور جمہور کے قول کے مطابق ترتیب نزول کے اعتبار سے اس کا نمبر ترپن ہے۔[2]اس سورت کی ایک سو گیارہ آیات ہیں۔[3]اور ایک ہزار سات سو چھہتر کلمات اور سات ہزار ایک سو چھیانوے حروف ہیں۔[4]

لفظ یوسف قرآن مجید میں چھبیس مرتبہ استعمال ہوا ہے۔چوتیس مرتبہ اسی سورۃ میں،ایک بار سورۃ انعام کی آیت نمبر 184 میں اور ایک بار سورۃ مومن کی آیت نمبر 34 میں "یوسف عبری زبان کانام ہے۔عربی میں اس کا ترجمہ "مزید" ہے۔ان کی پیدائش کے وقت ماں نے کہاتھا کہ اللہ مجھے اور بھی بیٹادے گا۔[5]

سورۂ یوسف میں مذکور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے بالخصوص اس میں ذکر کی گئی معاشی حالت اور سرگرمی کو سمجھنے کے لیے بہت ضروری ہے کہ اس زمانے کے حالات کو جاناجائے۔اس سلسلے میں کچھ تاریخی باتیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

تاریخی وجغرافی حالات:

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ مختصراًاس کے متعلق کچھ تاریخی وجغرافی معلومات بھی ناظرین کے پیش نظر رہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے، حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔بائیبل کے بیان کے مطابق جس کی تائید قرآن کے اشارات سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے 2 بیٹے،4 بیویوں سے تھے،حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے چھوٹے بھائی بنیامین ایک بیوی سے اور باقی ۱۰ دوسری بیویوں سے۔فلسطین میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی جائے قیام حبرون(موجودہ الخیل)کی وادی میں تھی جہاں حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام رہاکرتے تھے۔

---

[1] Hafiz Nisar Mustafa, Tafseer Sorah Yousuf, page 16
[2] Hafiz Nisar Mustafa, Tafseer Sorah Yousuf, page 17
[3] Al-Suyti, abdul Rehman, jalal uddin,al-dur mansoor, jild 2,page 560
4Akif, Professor Muhammad Saeed,Tafseer sorah Yousuf, page 56
[5]Mansoor puri,Qazi Muhammad Suleman, Aljamal,page 40-43

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 10, No. 1 || January-June 2024|| P. 55-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

اس کے علاوہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی کچھ زمین سکم (موجودہ نابلس) میں بھی تھی۔ بائیبل کے علما کی تحقیق اگر درست مانی جائے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی پیدائش 1906 قبل مسیح کے لگ بھگ زمانے میں ہوئی اور 1890 ق م کے قریب زمانے میں وہ واقعہ پیش آیا جس سے اس قصہ کی ابتداء ہوتی ہے، یوسف علیہ السلام کا خواب دیکھنا اور پھر کنویں میں پھینکا جانا۔اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر 17 برس کی تھی، جس کنویں میں وہ پھینکے گئے وہ بائیبل اور تلمود کی روایات کے مطابق سکم کے شمال میں دوتن (موجودہ عمان) کے قریب واقع تھا، اور جس قافلے نے انھیں کنویں سے نکالا وہ جلعاد شرق اردن سے آرہا تھا اور مصر کی طرف عازم تھا۔(جلعاد کے کھنڈرات بھی دریائے اردن کے مشرق میں وادالیابس کے کنارے واقع ہیں) مصر پر اس زمانہ میں پندرہوئیں خاندان کی حکومت تھی جو مصر کی تاریخ میں چرواہے بادشاہ کے نام یاد کیا جاتا ہے۔یہ لوگ عربی النسل تھے اور فلسطین وشام سے مصر جا کر 2 ہزار برس قبل مسیح کے لگ بھگ زمانہ میں سلطنت مصر پر قابض ہو گئے تھے۔عرب مورخین اور مفسرین قرآن نے ان کے لیے "عمالیق" کا نام استعمال کیا ہے، جو مصریات کی موجودہ تحقیقات سے ٹھیک مطابقت بھی رکھتا ہے۔ مصر میں یہ لوگ اجنبی حملہ آور کی حیثیت رکھتے تھے اور ملک کی خانگی نزاعات کے سبب سے انھیں وہاں اپنی بادشاہی قائم کرنے کا موقع مل گیا تھا۔یہی سبب ہوا کہ ان کی حکومت میں حضرت یوسف علیہ السلام کو عروج حاصل کرنے کا موقع ملا اور پھر بنی اسرائیل وہاں ہاتھوں ہاتھ لیے گئے اور، ملک کے بہترین زرخیز علاقے میں آباد کیے گئے اور ان کو وہاں بڑا اثرورسوخ حاصل ہوا۔کیونکہ وہ ان غیر ملکی حکمرانوں کی نسل سے تھے۔پندرہویں صدی قبل مسیح کے اواخر تک یہ لوگ مصر پر قابض رہے اور ان کے زمانے میں ملک کا سارا اقتدار عملاً بنی اسرائیل کے ہاتھ میں رہا۔اسی دور کی طرف سورۃ مائدہ آیت 20 میں اشارہ کیا گیا ہے: (إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ انبِيَاء وَجَعَلَكُمْ ملوكا) اس کے بعد ملک میں ایک زبردست قوم پرستانہ تحریک اٹھی جس نے ہکسوس اقتدار کا تخت الٹ دیا۔اڑھائی لاکھ کی تعداد میں عمالقہ ملک سے نکال دیے گئے۔ایک نہایت متعصب قبائلی النسل خاندان برسر اقتدار آگیا اور اس نے عمالقہ کے زمانہ کی یادگاروں کو چن چن کر مٹادیا اور بنی اسرائیل پر ان مظالم کا سلسلہ شروع کیا، جن کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں آتا ہے۔مصری تاریخ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان پر چرواہے بادشاہوں نے مصری دیوتاؤں کو تسلیم نہیں کیا تھا، بلکہ اپنے دیوتا شام سے اپنے ساتھ لائے تھے اور ان کی کوشش یہ تھی کہ مصر میں ان کا مذہب رائج ہو۔یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید حضرت یوسف علیہ السلام کے ہم عصر بادشاہ کو "فرعون" کے نام سے یاد نہیں کرتا، کیونکہ فرعون مصر کی مذہبی اصطلاح تھی اور یہ لوگ مصری مذہب کے قائل نہ تھے۔لیکن بائیبل میں غلطی سے اس کو بھی "فرعون" ہی کا نام دیا گیا ہے۔شاید اس کے مرتب کرنے والے سمجھتے ہوں گے کہ مصر کے سب بادشاہ "فراعنہ" ہی تھے۔موجودہ زمانہ

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 10, No. 1 || January-June 2024|| P. 55-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

کے محققین جنھوں نے بائیبل اور مصری تاریخ کا تقابل کیا ہے، عام رائے یہ رکھتے ہیں کہ چرواہے بادشاہوں میں سے جس فرمانروا کا نام مصری تاریخ میں اپوفیس (APOPHIS) ملتا ہے، وہی حضرت یوسف علیہ السلام کا ہم عصر تھا۔ مصر کا دارالسلطنت اس زمانہ میں مفس (منف) تھا، جس کے کھنڈر قاہرہ کے جنوب میں 14 میل کے فاصلے پر پائے جاتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام 18/17 سال کی عمر میں وہاں پہنچے۔ دو تین سال عزیز مصر کے گھر رہے۔ آٹھ نو سال جیل میں گزارے۔ 30 سال کی عمر میں ملک کے فرمانروا ہوئے اور 80 سال تک بلا شرکت غیرے تمام مملکت مصر پر حکومت کرتے رہے۔ اپنی حکومت کے نویں یا دسویں سال انھوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے پورے خاندان کے ساتھ فلسطین سے مصر بلا لیا اور اس علاقے میں آباد کیا جو دمیاط اور قاہرہ کے درمیان واقع ہے۔ بائیبل میں اس علاقے کا نام جُشن یا گوشن بتایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک یہ لوگ اسی علاقے میں آباد رہے۔ بائیبل کا بیان ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے 110 سال کی عمر میں وفات پائی اور انتقال کے وقت بنی اسرائیل کو وصیت کی کہ جب تم اس ملک سے نکلو تو میری ہڈیاں اپنے ساتھ لے کر جانا۔[6]

جغرافیائی حالات کسی بھی ملک کی اقتصادیات کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے مذکورہ بالا مصر کی جغرافیائی صورتحال معاشی نتائج کے حصول میں بہت مفید ہے۔

سورۂ یوسف میں مذکور معاشیاتی پس منظر کا بیان:

سورۂ یوسف کے تناظر کے مطابق انسانی زندگی میں معاشی قدر و منزلت کو دیکھنے، پڑھنے اور سمجھنے کے لیے ویسے تو پوری سورۂ یوسف پڑھنا چاہیے۔ مگر بنیادی حیثیت سے دیکھا جائے تو اصل بات جو ہمارے موضوع سے تعلق رکھتی ہے وہ اس سورۃ کے ساتویں رکوع سے لیکر نویں رکوع تک پھیلی ہوئی ہے۔ لہٰذا اب ہم پہلے رکوع کے خلاصہ جات نقل کرتے ہیں۔ تاکہ اس سورۃ سے ملنے والی معاشی ضروریات کی تعلیم حاصل ہو۔

سورۂ یوسف کے ساتویں رکوع میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ جب ساقی نے بادشاہ کو یوسف علیہ السلام کی بیان کردہ خواب کی تعبیر بتائی تو وہ بہت متاثر ہوا۔ اس نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ جب قاصد یوسف کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا: اپنے بادشاہ کے پاس واپس جا اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا حقیقی واقعہ کیا ہے؟ جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے؟ ان کے حیلے کو (صحیح طور پر) جاننے والا میرا پروردگار ہی ہے۔ یعنی سیدنا

---

[6] Abne Kaseer, Abul Fida, tafseer ul Quran, jild 4,page 365

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 10, No. 1 || January-June 2024|| P. 55-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

یوسف علیہ السلام نے قید خانہ سے باہر آنا قبول نہ کیا۔ مطالبہ کیا کہ پہلے تحقیق کی جائے کہ مجھے کیوں قید خانہ میں ڈالا گیا؟ بادشاہ نے تمام بیگمات کو بلایا اور ان سے پوچھا: اے عورتو! اس وقت کا صحیح واقعہ کیا ہے، جب تم داؤ قریب کر کے یوسف کو اس کی دلی منشا سے بہکانا چاہتی تھیں۔ سب نے اعتراف کیا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام بے قصور اور بڑے پاکیزہ کردار کے حامل ہیں۔ بیگمات کی زبانی اپنی پاک دامنی ثابت ہونے پر یوسف علیہ السلام نے کہا: یہ اس واسطے کہ (عزیز) جان لے کہ میں نے اس کی پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہیں کی اور یہ بھی کہ اللہ دغا بازوں کے ہتھکنڈے چلنے نہیں دیتا۔ میں اپنے نفس کی پاکیزگی بیان نہیں کرتا۔ بیشک نفس تو برائی پر ابھارنے والا ہی ہے، مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی اپنا رحم کرے، یقیناً میرا پالنے والا بڑی بخشش کرنے والا اور بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو میرے پاس لے آؤ، میں انہیں اپنے مقربین میں شامل کر لوں گا۔ یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ مجھے زمین کے خزانوں پر مامور کر دیا جائے۔ میں ان شاءاللہ عمدگی سے ان خزانوں کی حفاظت کروں گا۔ یوں یوسف علیہ السلام کو بادشاہ کے پاس ایک خاص منصب حاصل ہو گیا۔[7]

آٹھویں رکوع میں بیان کیا گیا کہ خوشحالی کے سات سال گزرنے کے بعد جب خشک سالی کے سال آئے تو دور دراز کے علاقوں تک یہ خبر جا پہنچی کہ مصر میں خوراک کے ذخائر محفوظ ہیں۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی خوراک کے حصول کے لیے فلسطین سے مصر آئے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے انہیں پہچان لیا اور انہوں نے اسے نہ پہچانا۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کے اخلاق کی بلندی دیکھیے کہ کسی انتقامی جذبہ کا اظہار تک نہیں کیا۔ بھائیوں نے اپنے لیے خوراک کا راشن حاصل کیا اور چھوٹے بھائی بنیامین کے لیے بھی جو سیدنا یوسف علیہ السلام کا سگا بھائی تھا۔ وہ ان کے ساتھ نہ آیا تھا۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے آئندہ اسے بھی ساتھ لانے کی تاکید کی۔ مزید یہ کہ صلہ رحمی کرتے ہوئے خوراک کی جو قیمت اپنے بھائیوں سے وصول کی تھی، اسے واپس بھائیوں کے سامان میں رکھوا دیا۔ جب سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی واپس لوٹے تو انہوں نے اپنے والد سے درخواست کی کہ آئندہ بنیامین کو بھی ہمارے ساتھ بھیجے۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ میں تم پر اعتماد نہیں کر سکتا، کیوں کہ اس سے قبل تم یوسف علیہ السلام کے حوالے سے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچا چکے ہو۔ البتہ جب ان کے بیٹوں نے اپنے سامان میں دیکھا کہ ادا شدہ قیمت واپس کر دی گئی ہے تو والد صاحب سے عرض کی کہ ایسا نفع کا معاملہ کیوں نہ دوبارہ کیا جائے۔ بہر حال جب انہوں نے سیدنا یعقوب

---

[7] Hafiz Nisar Mustafa, Tafseer Sorah Yousuf, page 16

Vol. 10, No. 1 || January-June 2024|| P. 55-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

علیہ السلام کے سامنے اللہ کو ضامن بنا کر عہد کیا کہ وہ بنیامین کی بہر صورت حفاظت کریں گے تو سیدنا یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کو مصر بھیجنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔[8]

نویں رکوع میں سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی اپنے چھوٹے بھائی سمیت مصر میں آمد کا بیان ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے تمام بھائیوں کے لیے الگ الگ تھیلیوں میں خوراک لے جانے کا انتظام فرمادیا۔ پھر اللہ کے حکم سے اس پیالے کو بنیامین کے سامان میں رکھ دیا، جس کے ذریعے خوراک تاپ کر دی جاتی تھی۔ پیالہ غائب ہونے پر خوراک تقسیم کرنے والے کارندوں کو تشویش ہوئی اور انہوں نے سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں پر پیالہ چوری کرنے کا الزام لگادیا۔ بھائیوں نے اس الزام کی تردید کی۔ ساتھ ہی کہا کہ اگر ہم میں سے کسی کے تھیلے سے مسروقہ پیالہ برآمد ہو تو تم اسے اپنا غلام بنالینا۔ پیالہ بنیامین کے تھیلے سے برآمد ہوا اور اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے لیے اسی طرح یہ تدبیر کی۔ اس بادشاہ کے قانون کی رو سے یہ اپنے بھائی کو نہ لے سکتا تھا، مگر یہ کہ اللہ کو منظور ہو۔ بھائیوں نے اپنی پاکیزگی اور بنیامین کی یہ کہہ کر مزید تذلیل کی کہ اگر اس نے چوری کی تو کوئی تعجب کی بات نہیں، اس کا بھائی بھی پہلے چوری کر چکا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے اس بات کو اپنے دل میں رکھ لیا اور ان کے سامنے بالکل ظاہر نہ کیا۔ کہا کہ تم بدتر جگہ میں ہو اور جو تم بیان کرتے ہو اسے اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام سے درخواست کی کہ اے عزیز مصر! اس کے والد بہت بڑی عمر کے بالکل بوڑھے شخص ہیں۔ آپ اس کے بدلے ہم میں سے کسی کو لے لیجیے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے نیک نفس ہیں۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔[9]

یہاں تک سورۂ یوسف کے تناظر میں معاشی اصول وضوابط کے نتائج کو اخذ کیا جاسکتا ہے۔ ان رکوع کے خلاصہ جات سے پتہ چلتا ہے کہ دیانت داری معاشی نظام کی بنیاد ہے۔ امانت داری معاشی نظام کو ترقی دیتی ہے۔ چوروں اور لٹیروں کی بے اعتدالیوں کے خلاف کس طرح کھڑے ہو کر مقابلہ کیا جاسکتا ہے اور حکومتی سطح پر مالی خزانوں کی دیکھ بھال اور حفاظت کے لیے کس طرح کمربستہ ہونا چاہیے۔ اس طرح کی بہت سی معاشی خوشحالی کی باتوں کا پتہ ہمیں سورۂ یوسف کے ان مندرجات سے ملتا ہے۔ مزید اس قصے میں معاشی لحاظ سے غریبوں کی مدد کرنے کے متعلق یہ بات بھی اہمیت رکھتی ہے کہ جب غلہ ختم ہونے کے بعد برادران یوسف پھر مصر جانے کے بارے میں سوچنے لگے، لیکن شرمندگی کی وجہ سے جاتے ہوئے ہچکچا رہے تھے۔ حضرت یعقوب نے انہیں تسلی دی اور مصر جانے کے لیے آمادہ کیا اور کہا کہ غلہ

[8] Hafiz Nisar Mustafa, Tafseer Sorah Yousuf, page 65
[9] Hafiz Nisar Mustafa, Tafseer Sorah Yousuf, page 70

Vol. 10, No. 1 || January-June 2024|| P. 55-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

لے کر آؤ اور والی مصر سے بنیامین کے لیے معافی کی درخواست کرو۔ باپ کے ہمت دلانے پر بیٹے شاہی دربار میں حاضر ہوئے اور کہا: ہم کو قحط سالی نے پریشان کر دیا ہے۔ اب معاملہ خرید و فروخت کا نہیں ہے، ذرائع آمدنی ختم ہو گئے ہیں۔ ہم غلہ کی پوری قیمت ادا نہیں کر سکتے۔ اگر ہمیں غلہ نہیں ملے گا تو ہمارے گھر میں فاقے شروع ہو جائیں گے۔ حضرت یوسف یہ سن کر بہت رنجیدہ ہوئے اور آبدیدہ ہو کر کہا: نہیں نہیں میں تمہیں اور اپنے باپ کو مصیبت میں نہیں دیکھ سکتا۔ پھر انہوں نے ان کی کسی معاوضے کے بغیر مدد کی اور غلہ دیا۔ یہ معاشی نظام کے استحکام کا بنیادی اصول ہے۔

حکومتی اقتدار اور معاشی سر گرمیاں:

یہاں سے معاشی سر گرمیوں کو ذکر کیا جاتا ہے، اس تفصیل سے پتہ چلے گا کہ سورۂ یوسف کے تناظر میں حکومتی سطح پر انسانوں کے لیے معاش کا بندوست کس طرح کیا جانا چاہیے۔

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي ۖ فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ﴿﴾ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۖ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ﴿﴾ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿﴾ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿﴾[10]

ترجمہ: بادشاہ نے کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ کہ میں اسے اپنے خاص کاموں کے لیے مقرر کر لوں، پھر جب اس سے بات چیت کی تو کہنے لگا کہ آپ ہمارے ہاں ذی عزت اور امانت دار ہیں (یوسف) نے کہا آپ مجھے ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے میں حفاظت کرنے والا اور باخبر ہوں، اسی طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو ملک کا قبضہ دے دیا کہ وہ جہاں کہیں چاہے رہے سہے، ہم جسے چاہیں اپنی رحمت پہنچا دیتے ہیں، ہم نیکو کاروں کا ثواب ضائع نہیں کرتے، یقیناً ایمان داروں اور پرہیز گاروں کا اخروی اجر بہت ہی بہتر ہے۔

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ سچ کا بول بالا اور باطل سرنگوں ہوا، شاہ مصر (ریان بن ولید) پر یوسف علیہ السلام کی کامل برأت واضح ہو گئی، وہ یوسف علیہ السلام کے پاکیزہ کردار اور ذہانت سے بہت متاثر ہوا اور حکم جاری کیا کہ یوسف

10 Hafiz Nisar Mustafa, Tafseer Sorah Yousuf, page 75-79

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 10, No. 1 || January-June 2024|| P. 55-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

علیہ السلام کو نہایت عزت واحترام کے ساتھ میرے پاس لے آؤ، ایسے نیک سیرت اور ذہن و فطین شخص کو میں اپنے مقربین خاص میں شامل کرلوں گا، شاہ مصر کا فرمان یوسف علیہ السلام علیہ السلام کو سنایا گیااور آپ کو زنداں سے رہا کر دیا گیا، پھر وہ بادشاہ کے پاس پہنچے، جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام سے حکومت کے مختلف امور پر گفتگو کی تو آپ کی ذہانت و فراست اور معاملہ فہمی سے بہت متاثر ہوا جس سے ان کی وقعت اور زیادہ ہوگئی اور اس نے بے ساختہ کہا اب سے آپ ہمارے ہاں بڑی عزت و وقار رکھتے ہیں۔ ہمیں آپ کی امانت و دیانت پر مکمل بھروسہ واعتماد ہے، اگر آپ چاہیں تو آپ کو رموز مملکت کا رازدان مقرر کیا جاسکتا ہے، جب بادشاہ نے عہدے کی پیشکش کی تو یوسف علیہ السلام نے مصلحت عامہ کی خاطر بادشاہ سے مطالبہ کیا کہ مجھے ملک کے خزانہ کا قلمدان سپرد کردیجیے تاکہ خواب کی رو سے مستقبل قریب میں جو قحط سالی کے ایام آنے والے ہیں، میں اس سے نمٹنے کے لیے مناسب انتظامات کرکے غیر ضروری مصرف سے غلے کی معقول مقدار بچا کر رکھ سکوں میں اس کام کو بڑے احسن طریقے سے سرانجام دے سکتا ہوں۔ بادشاہ نے یہ بات پسند کی اور یوسف علیہ السلام کو سلطنت مصر میں مختار کل بنادیا گیااور ملک کا سیاہ وسپید ان کے اختیار میں دے دیا گیا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو مصر میں عزت ومنزلت اور قوت عطا کی اور آئندہ کے لئے اقتدار کی راہ ہموار کی، اب ساری مصر کی سرزمین ان کے زیر تسلط تھی، اوران کو ہمہ گیر اقتدار حاصل تھا جہاں جو چاہتے کرسکتے تھے اور کسی گوشہ سے آپ کو روکا نہیں جاسکتا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قدرت اور طاقت عطا فرمائی کہ شاہ مصر بھی وہی کرتا جو آپ فرماتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہتے ہیں نوازتے ہیں اور نیکی و تقویٰ اور صبر کا اجر ہمارے ہاں مارا نہیں جاتا مگر کوئی شخص دنیاوی حکومت واقتدار کو نیکی ونکوکاری کا صلہ اور حقیقی اجر مطلوب نہ سمجھ بیٹھے بلکہ خبردار رہے کہ اور آخرت کا اجر وثواب ان لوگوں کے لئے زیادہ بہتر ہے جو ایمان لے آئے اور تقویٰ کی روش اختیار کرے۔[11]

مزید آگے ارشاد ہے:

وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ۝ وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي وَلَا تَقْرَبُونِ ۝ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ۝ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ

[11] Hafiz Nisar Mustafa, Tafseer Sorah Yousuf, page 160

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 10, No. 1 || January-June 2024|| P. 55-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾[12]

ترجمہ: یوسف کے بھائی آئے اور یوسف کے پاس گئے تو اس نے انہیں پہچان لیا اور انہوں نے اسے نہ پہچانا، جب انہیں ان کا اسباب مہیا کر دیا تو کہا کہ تم میرے پاس اپنے اس بھائی کو بھی لانا جو تمہارے باپ سے ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں ہوں بھی بہترین میز بانی کرنے والوں میں، پس اگر تم اسے لے کر نہ آئے تو میری طرف سے تمہیں کوئی ناپ بھی نہ ملے گا بلکہ تم میرے قریب بھی نہ پھٹکنا، انہوں نے کہا اچھا ہم اس کے باپ کو اس کی بابت پھسلائیں گے اور پوری کوشش کریں گے، اپنے خدمت گاروں سے کہا کہ ان کی پونجی انہی کی بوریوں میں رکھ دو کہ جب لوٹ کر اپنے اہل وعیال میں جائیں اور پونجیوں کو پہچان لیں تو بہت ممکن ہے کہ پھر لوٹ کر آئیں۔

قحط سالی:

سورۂ یوسف کا مطالعہ کرتے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں اس وقت مصر میں جو قحط سالی آئی تھی، تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بڑی حکمت عملی سے اس قحط سالی میں اپنا کردار ادا کیا تھا۔ جس سے قحط سالی بعد میں مالی اور معاشی فراوانی میں بدل گئی۔ خوش حالی کے سات سالوں میں یوسف علیہ السلام نے غلے اور اناج کا بہترین طور پر انتظام کیا، انہوں نے ان سالوں میں مصر کی تمام قابل کاشت زمین میں غلہ کاشت کر دیا اور اس غلہ کو ذخیرہ کرنے کے لئے بڑے بڑے گودام بنوائے، خراج اور لگان میں بہت سا غلہ جمع کیا اور اس کی حفاظت کا بہترین انتظام کیا، اس کے بعد قحط سالی شروع ہو گئی، جس نے ملک مصر کے تمام علاقوں اور شہروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، حتی کہ کنعان تک بھی اس کے اثرات جا پہنچے، مگر یوسف علیہ السلام کی حسن تدبیر وفراست سے مصر میں غلے کی فراوانی تھی، جس سے ارد گرد کے لوگ بھی مجبور ہو کر۔ غلہ لینے مصر چلے آتے تھے، اس طرح یوسف علیہ السلام کے دس سوتیلے بھائی بھی باپ کے حکم پر پونجی لے کر غلہ حاصل کرنے کے لئے مصر پہنچ گئے اور غلہ کا اجازت نامہ حاصل کرنے کے لیے دربار شاہی میں حاضر ہوئے، ان لوگوں کے تو وہم وگمان میں ہی نہیں تھا کہ جس بھائی کو انہوں نے کنوئیں میں پھینکا تھا وہ علیہ السلام مصر کا مختار مطلق ہو سکتا ہے، اور ویسے بھی تقریباً بیس بائیس سال کے عرصہ میں شکل وصورت میں کافی تبدیلی آچکی تھی، اس لیے وہ اپنے بھائی کو نہ پہچان پائے مگر یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو بہ یک نگاہ پہچان لیا مگر کسی بنا پر ان پر ظاہر نہ ہونے دیا اور انجان بن کر اپنے بھائیوں سے ان کے گھر سے متعلق مختلف باتیں پوچھیں جو انہوں

[12] Hafiz Nisar Mustafa, Tafseer Sorah Yousuf, page 163

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 10, No. 1 || January-June 2024|| P. 55-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

نے بتلادیں، پھر یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی بڑی اچھی مہمان نوازی کی اور مقررہ ضابطہ کے مطابق ہر ایک کو ایک بار شتر غلہ دے دیااور اپنے والد اور بھائی کا حصہ بھی دے دیا۔[13]

کاشتکاری اور زراعت کے راہ نما اصول:

سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام نے کاشت کاری وزراعت کا ایسا قاعدہ بیان فرمایا ہے جو کامل کاشت کار کو ہی معلوم ہوتا ہے کہ بالی یا بھوسے میں گندم کی حفاظت ہے۔ یوسف علیہ السلام خواب کی تعبیر سے تو صرف ایک عقدہ حل ہوا کہ بادشاہ نے جو خواب دیکھا ہے اس کا مفہوم کیا ہے؟ لیکن اس کے بعد جو اصل سوال ہے وہ یہ ہے کہ خشک سالی میں جب ملک قحط کا شکار ہو جائے گا تو لوگوں کی غذائی ضروریات کہاں سے فراہم کی جائیں گی۔ قحط تو چند دنوں کا بھی بستیاں اجاڑ دیتا ہے، سات سال کا قحط تو ملک بھر کی آبادی کے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کی اگر آج سے فکر نہ کی گئی تو پھر اس وقت کیا ہو گا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر کے ساتھ ہی پیدا ہونے والے مسائل کا حل بھی بتایا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پہلے سات سالوں میں جتنا غلہ پیدا ہو، اس کو محفوظ کرنے کے انتظامات کیے جائیں، صرف اتنے خوشوں سے غلہ نکالا جائے جتنی ملک کے لیے ضرورت ہے اور راشن بندی کے ذریعے نہایت احتیاط سے ملک کے ایک ایک فرد کو ضرورت کے مطابق غلہ دیا جائے۔

سورۂ یوسف، معاشی بہتری کے لیے ایک خداوندی پیغام:

اب پاکستان میں دیکھا جائے تو معاشی بحران کی صورت میں سامنے ہے۔ سو اس کا تدارک کرنے کے لیے سورۂ یوسف کے تناظر میں وزیر مالیات اور حکومت کو سنجیدگی سے معاشی منصوبہ بندی کرنی چاہیے اور معیشت میں اس وقت انسانوں کو سب سے زیادہ گندم، چاول، دالیں اور سبزی جات کی ضرورت ہے، کیونکہ یہی انسانوں کی بنیادی ضروریات میں سے ہیں۔ اس وقت اشیائے خورد و نوش کے علاوہ باقی ساری چیزیں ثانوی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔ تیل کی قیمت عالمی مارکیٹ میں صفر یا مائنس میں آنے کی خبریں چل رہی ہیں۔ سونا چاندی، الیکٹرونک چیزیں اور گاڑیاں وغیرہ وغیرہ جتنی قیمتی ہوں مگر انسانی زندگی میں غلات اور اشیائے خورد و نوش کے مقابلے میں یہ بالکل ہی غیر اہم ہیں۔ لہٰذا حکومت کو چاہیئے کہ اپنی پوری توانائی زراعت کے شعبے پر مرکوز کرے۔ اگر ابھی سے ہمارے عوام اور

[13] Hafiz Nisar Mustafa, Tafseer Sorah Yousuf, page 165

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 10, No. 1 || January-June 2024|| P. 55-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

حکومت باہمی تعاون سے ترجیحی بنیادوں پر شعبہ زراعت پر اپنی توجہات مبذول کریں اور باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت محنت کریں تو ہم اس بحران سے نمٹ سکتے ہیں۔خوش قسمتی سے پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔اگر ہم اس حوالے سے صاف شفاف پالیسی بنائیں اور سنجیدہ فیصلوں کے ذریعے اس جانب توجہ دیں اور ذخیرہ اندوزوں، کرپٹ افراد اور مافیاز پر کڑی نظر رکھتے ہوئے اپنی زمینوں اور کھیتوں سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ان شاءاللہ آئندہ آنے والے ممکنہ معاشی کسی بڑے بحران کا عرصہ اسوہ یوسفی پر عمل پیرا ہو کر ہم سکون واطمینان سے گزار سکتے ہیں۔اس حوالے ہمیں سے قرآن کریم کی سورۃ یوسف میں درس اور پیغام ملتا ہے اور ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ایک خدا کا پیغمبر کسی معجزے کے بجائے بہتر منصوبہ بندی، محنت، تدابیر اور ایمانداری سے سات سالہ قحط سالی کی مشکلات سے اپنے ملک کے عوام کو بچاتے، بلکہ دیگر اقوام کی مشکل بھی حل فرماتے ہیں۔سورہ یوسف کے تمام پیغامات اور اس میں موجود اہم الہامی نکات کو ہم سمجھیں تو ہماری اور بھی بہت سی مشکلیں دور ہو جائیں گی۔اس سلسلے میں ہمیں اس مبارک سورہ کو اردو ترجمے کے ساتھ پڑھنا اور اس کی تفاسیر کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔لیکن آج کل کے دور میں اگر ہم آسانی کے ساتھ اس سورہ کے اسباق، اس میں موجود پیغامات اور حضرت یوسف علیہ السلام کی معاشی بحران سے نمٹنے کے لیے تدابیر اور ان کی منصوبہ بندی کو سمجھنا چاہیں تو اس کے لیے ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ ہم مختلف معلوماتی ڈاکومنٹری ویڈیوز دیکھیں۔اس طرح کے معلوماتی وڈیوز سے نظام معیشت کو بحران سے بچانے کی عملی تدابیر کے طریقے سیکھ سکیں گے۔

سورۂ یوسف پڑھ کر جو باتیں نتیجہ کے طور پر معلوم ہوتی ہیں، انہیں خلاصے کے طور پر ذیل میں نمبر وار لکھا جاتا ہے۔

1. سورۂ یوسف پڑھ کر یہ سیکھنے کو ملے گا کہ کس طرح غیر آباد زمینوں کو آباد کرنے کے لیے عوام کو آمادہ کیا جاتا ہے۔
2. کس طرح سرمایہ داروں اور سونے چاندی کے ذخیرہ اندوزوں سے سونے چاندی کو بغیر کسی ظلم و ستم کے سرکاری خزانے میں جمع کیا جاتا ہے۔
3. کس طرح صدہا سال سے نسل در نسل غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے لوگوں کو آزادی کا پروانہ دیا جاتا ہے۔
4. کس طرح غربت کے مارے ہوئے لوگوں کی زندگی میں فراوانی رزق وروزی کا انتظام کیا جاتا ہے۔
5. کس طرح مجرم قیدیوں کو تعلیم وتربیت کے ذریعے معاشرے کا ایک بے ضرر، خیر خواہ اور باہنر شہری بنایا جا سکتا

ہے۔

6. کس طرح بے گناہ اسیروں کی دادرسی کی جاتی ہے، اپنے مخالفین کے ساتھ کیسے حسن سلوک سے پیش آتے ہیں، کیسے حسن اخلاق اور محبت کی مار سے دشمن کو دوست بناتے ہیں۔
7. جذباتیت اور انانیت میں آکر عجلت کے بجائے، سکون واطمینان سے خرابیوں کی جڑیں تلاش کرکے برائیوں کی بیخ کنی کی جاتی ہے۔ سورۂ یوسف یہ قرآن کریم کی عظیم ترین سورۃ ہے، جسے "احسن القصص" کہا گیا ہے۔
8. ہمیں چاہیے کہ احسن القصص اپنی معاشی زندگی کو استحکام بخشیں،
9. قرضوں سے خود کو نجات دلائیں،
10. سود کا خاتمہ کریں۔
11. غریبوں کی امداد کریں۔
12. حکومت کو حکمت سے چلائیں
13. مالی خزانوں کو مافیاز سے نجات دلائیں۔ یہی کچھ سورۂ یوسف کا پیغام ہے۔ آیئے اس سورۃ کی روشنی میں انسانی معاشی نظام کو تقویت دینے میں آگے بڑھیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے کس چیز کا مطالبہ کیا؟

سیدنا یوسف نے شاہ مصر سے کس چیز کا مطالبہ کیا تھا؟ اس کے جواب میں سیدنا یوسف علیہ السلام نے کہا کہ پھر آپ مجھے ملک کے سیاہ وسفید کا مالک بنادیجئے اور یہ بات تو آپ لوگ بھی سمجھ چکے ہیں کہ میں اس نظم ونسق کو پوری احتیاط کے ساتھ چلانے کی اہلیت رکھتا ہوں۔ بادشاہ سے آپ کے اس مطالبہ سے متعلق چند امور غور طلب ہیں:
بعض مفسرین نے خزائن الارض کے مطالبہ سے یہ سمجھا کہ آپ نے محکمہ مال کے افسر اعلیٰ یا وزیر خزانہ کا عہدہ طلب کیا تھا۔ جو ملکی معیشت سے تعلق رکھتا تھا۔ کیونکہ آپ نے خواب کی جو تعبیر بتلائی تھی وہ اسی شعبہ سے تعلق رکھتی تھی اور آئندہ جو برادران یوسف کے مصر میں آنے کا ذکر ہے۔ وہ بھی اسی شعبہ سے تعلق ہے لیکن اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ آیا ایک نبی کسی کافرانہ حکومت کا کل پرزہ بن کر رہ سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ ایک نبی کے لیے کسی بھی صورت یہ شایان شان نہیں کہ وہ اس بات کو گوارا کرلے۔ لہٰذا یہاں خزائن الارض سے مراد مکمل اقتدار یا ملک کے سیاہ وسفید کا

مختار ہوناہے۔ بالخصوص اس لحاظ سے کہ ان الفاظ میں اس معنی کی بھی گنجائش موجود ہے اوراس لیے بھی کہ اس سے اگلی آیت میں واضح طور پر یہ الفاظ موجود ہیں۔ ﴿وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ﴾ لھٰذا عَلٰی خَزَائِنِ الاَرْضِ سے محض وزارت خزانہ یاشعبہ مالیات مراد لینادرست نہیں۔

طلب امارت کس صورت میں مذموم ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ طلب امارت شرعاً ممنوع اور مذموم چیز ہے تو پھر سیدنایوسف علیہ السلام نے ایسا مطالبہ کیوں کیا تھا؟ بالخصوص اس صورت میں جبکہ بادشاہ کافر بھی تھا؟ تواس کا جواب یہ ہے کہ طلب امارت صرف اس صورت میں ممنوع اور مذموم ہے جبکہ اس کا جذبہ محرکہ یامقصود صرف حب جاہ و مال ہو۔ لیکن جہاں ملک بھر کاانتظام درہم برہم ہورہاہو یاکسی بڑے مفسدہ کاخطرہ موجود ہواور مطالبہ کرنے والے کو یہ بھی علم ہو کہ کوئی دوسرااس کے سوایہ بوجھ برداشت کرنے کے قابل نہیں تواس وقت معاملہ بالکل برعکس ہو جاتا ہے اوراس وقت مطالبہ نہ کرنامذموم بن جاتاہے۔ رہی یہ بات کہ سیدنایوسف علیہ السلام نے ایک کافر بادشاہ سے مطالبہ کیوں کیاتھاتواس کاجواب پہلے گزر چکاکہ یہ مطالبہ محض طلب امارت کانہ تھابلکہ پورےاقتدار کامطالبہ تھا۔یعنی ملک کاپورے کاپورااقتدار ہی سیدنایوسف علیہ السلام کے حوالہ کردیاجائے۔ چنانچہ بادشاہ نےاپنے درباریوں سے اس مطالبہ کے متعلق مشورہ کیا۔ جس میں یہی طے ہوا کہ مکمل اقتدار سیدنایوسف علیہ السلام کے حوالہ کردیاجائے اس لیے کہ سات سالہ قحط پر کنڑول اور ملکی معیشت کو تباہی سے بچانے کے لیے انھیں کوئی دوسراآدمی نظر نہیں آرہاتھا۔ اوراس مشورہ پر عمل درآمد کے بعد بادشاہ صرف برائے نام بادشاہ رہ گیاتھا۔ جملہ اختیارات سیدنایوسف علیہ السلام کی طرف منتقل ہوگئے تھے۔ لہٰذا یہ طلب امارت نہیں بلکہ حق کی فتح تھی۔ چنانچہ بعد میں ملک بھر کا پوراانتظام سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنی مرضی کے مطابق چلایاتھااور قرآن نے بھی اس منتقلی اقتدار کے بعد بادشاہ کے لیے ملک کا لفظ استعمال نہیں کیا۔[14]

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں معاشی اقدار کی تعلیم غلے اور اناج کو جمع اور ذخیرہ کر کے رکھنا، جبکہ اس سے لوگوں کی فلاح وبہبوداوران کے لیے وسعت مقصود ہو،اوراس سے لوگوں کو کوئی نقصان نہ پہنچتاہو، کوئی حرج نہیں۔ یوسف علیہ السلام نے شادابی اور فراوانی کے ایام میں غلے اور اناج کو جمع کر کے رکھنے کا حکم دیا،تاکہ خشک سالی کے ایام کا مقابلہ کرنے کی تیاری کی جاسکے اوراس طرح غلہ جمع کرناتوکل کے منافی نہیں، بلکہ بندہ مومن کو چاہیئے کہ وہ اللہ

[14] Hafiz Saeed,tafseer Sorah Yousuf,page 111

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 10, No. 1 || January-June 2024|| P. 55-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور وہ تمام اسباب کام میں لائے جو اس کے لئے دین و دنیا میں فائدہ مند ہوں۔ مزید یہ قصہ دلالت کرتا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو زمین کے خزانوں کا منتظم مقرر کیا گیا تو انہوں نے حسن انتظام سے کام لیا یہاں تک کہ ان کے ہاں بکثرت اناج جمع ہو گیا اور دوسرے ملکوں سے لوگ غلہ اور خوراک حاصل کرنے کے لئے مصر کا قصد کرنے لگے، کیونکہ انہیں علم تھا کہ مصر میں غلہ بکثرت موجود ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام ہر آنے والے کو بقدر حاجت غلہ دیتے ہیں، وہ غلہ زیادہ دیتے تھے نہ کم، چنانچہ ہر آنے والے کو ایک بار شتر سے زیادہ غلہ نہیں دیتے تھے۔[15]

معاشی استحکام کے فروغ کے لیے حضرت یوسف علیہ کا قصہ مشعل راہ:

اسلام ہر فرد کو شریعت کے حدود میں رہ کر اپنی روزی کمانے کا حق دیتا ہے، تاہم اس آزادی کا تصور ذمہ داری کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ ہر شخص اپنے پیشے میں حلال و حرام کے مابین فرق کر سکتا ہے۔ اسلام نہ ذاتی ملکیت کے خلاف ہے نہ ہی نفع کمانے سے منع کرتا ہے۔ اسلام کا فوکس معاشی عدل ہے۔ اسلام کی تعلیم ہے کہ سب انسان صلاحیت، توانائی، مہارت اور معلومات میں برابر نہیں ہیں، کچھ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ کمالیتے اور زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ لیکن کمائی حلال اور خرچ منصفانہ ہونا چاہیے۔ مومن ہر حال میں داعی ہوتا ہے۔ معاشی جدوجہد کے خالص دنیوی میدان میں بھی بندۂ مومن اپنے طرز عمل کی وجہ سے شہادت حق کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں اُخروی فلاح کے مسلمہ اصول بیان فرمائے ہیں وہاں حکمرانوں کے حوالے سے بھی بہت سے امور کی وضاحت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ اس واقعہ میں ہمارے غافل حکمرانوں کے لیے واضح رہنمائی موجود ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ کا خواب سننے کے بعد اندازہ لگا لیا تھا کہ سات برس کے بعد ایک عالمگیر قحط دنیا کو اپنی لپیٹ میں لینے والا ہے چنانچہ وزیر خزانہ کی حیثیت سے آپ نے غذا کی قلت کا مقابلہ کرنے کے لیے سات برس میں اناج کی بھرپور طریقے سے تنظیم کی۔ عوام کی ضرورت کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ سات برس تک اجناس کو محفوظ کرنے کی موثر اور منظم حکمت عملی تیار کرلی؛ چنانچہ جب قحط نے پوری دنیا کو لپیٹ میں لے لیا تو جناب یوسف علیہ السلام کی کامیاب حکمت عملی کی وجہ سے صرف مصر میں ہی غذا کی ترسیل برقرار نہیں رہی بلکہ بہت سے قحط زدہ علاقے غذائی قلت کا مقابلہ کرنے کے لیے یوسف علیہ السلام کی

[15] Ahsan ul Bayan, tafseer ul Quran, Sorah Yousuf, ayat no.111

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 10, No. 1 || January-June 2024|| P. 55-70
https://doi.org/10.29370/siarj/issue18urduar4

قیادت میں چلنے والی ریاست مصر سے رجوع کرنے پر مجبور ہو گئے۔ پاکستان زرعی ملک ہے۔ ہمارے حکمرانوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ سے سبق حاصل کرتے ہوئے اجناس کی تنظیم کا ایک ایسا نظام تیار کرنا چاہیے کہ بوقت ضرورت اندرون ملک ہی نہیں بلکہ بیرون ملک بھی غذائی قلت دور کرنے کے لیے ہمارا ملک اپنا کردار ادا کر سکے اور یہ تبھی ممکن ہو گا جب ہمارے حکمران اور پالیسی ساز ادارے کھلی آنکھوں سے مسائل کا تجزیہ کریں گے اور ان کے حل کے لیے روحانی اور مالی اسباب بروقت موثر طریقے سے استعمال کریں گے۔[16]

خلاصہ :

اسلام کا سیاسی نظام اور ریاستی و معاشی اُصول اتنے جامع و ہمہ گیر اور نفع بخش و فیض رساں ہیں کہ اگر کوئی قوم مذہبِ اسلام قبول کیے بغیر بھی انہیں لاگو کرنا چاہے تو کوئی امر اس میں مانع نہیں ہے اور یہی دین اسلام کا اصل حسن اور صداقت ہے۔ ہمیں اس آفاقی صداقت کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ اِس عالمِ آب و گل میں کامیابی و کامرانی کا انحصار علم و ہنر، جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم پر ہے، محض مذہب و روحانیت پر نہیں۔ یعنی نتائج و ثمرات اسلام کی آفاقی صداقتوں کو تسلیم کرنے اور علم و ہنر کی بنیاد پر ملیں گے محض تغیرِ مذہب کی بنیاد پر نہیں۔

دین اسلام ریاست کو اولاً معاشرتی و معاشی انصاف کے قیام، ظلم و ستم اور جبر و استحصال کے خاتمے اور اخلاقی اقدار کا قیام کا پابند کرتا ہے اور جب معاشرے میں اخلاقی و قانونی اقدار قائم ہو جائیں تو اُن کے تحفظ کے لیے تعزیرات کا نظام دیتا ہے۔ تعزیرات کے ذریعے اقدار سے محروم معاشرے میں کبھی اقدار قائم نہیں ہو سکتیں۔ ریاست مدینہ میں بے شمار احکامات کا نفاذ بتدریج ہوا اور آج کے روبہ تنزل حالات میں ایک ریاست اسلام کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام کا قیام بھی بتدریج ہی کر سکتی ہے نہ کہ صرف نفاذِ شریعت کے نام پر تعزیرات کے نفاذ سے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

[16] Zaheer, Abistam ilahi, Muashi Buhran aur Hazirat Yousuf a.s, Roznama Duniya 12 March 2012